ڈاکٹر عطش دُرّانی

اعلیٰ متنی تنقید یا جدید تدوین متن

Textual criticism is a technique of research started to evaluate Biblical Texts. It is later used in literary text editing. Dr. Khaliq Anjum was first to write a detailed discourse in Urdu on this technique. Dr. Gian Chand included it in his book on research as a method. This technique has been enhanced and a modern and new approach is added. So why it is called higher textual criticism. It is also called Redaction Criticism. First technique deals with the origin of words and the second with the origin of text. Both agree that the writer of scriptures: a God was actually a group of people. Higher criticism was scientific and historical methods for research design. Early oral and written sources are to be found for strands of literary traditions. Standards of research are defined and changes and text are found in two areas: Intentional and unintentional ways. In Urdu we have to find the examples of texts for these intentional and unintentional changes. It is a very 1st paper in Urdu to provoke scholars and researchers of Urdu that they must do this job working on these lines.

متنی تنقید (Textual criticism) عیسائیت کے پیروکاروں اور اس کے نقادوں اور محققوں کی وضع کردہ ایک اصطلاح ہے جس پر اردو میں پہلی مبسوط تحریر ڈاکٹر خلیق انجم نے پیش کی اور زیادہ مفصل صورت میں ڈاکٹر گیان چند اسے ہمارے سامنے لاتے ہیں [1] لیکن یہ جانے بغیر کہ دراصل یہ میدان بائبل کے ''ماخذوں'' کی تفہیم اور تحلیل پر آمادہ پیکار لوگوں نے عیسائیت کے فروغ اور استرداد کے لیے تخلیق کیا، اردو میں ادبی کام کرنے والوں نے اسے اردو تحقیق کے متبادل کے طور پر پیش کرنا شروع کیا اور متنی تدوین کی ضرورتیں پوری کرنے لگے۔ وہاں یہ میدان اب اور آگے بڑھ چکا ہے اور تدوین متن کے بعض جدید ترین تقاضے اعلیٰ متنی تنقید (Higher Textual Criticism) کے نام سے سامنے آنے لگے ہیں۔

اس میدان تحقیق کے لیے ایک اور اصطلاح تنقید تحریر لو (Redaction criticism) بھی استعمال ہوتی ہے۔ مقصود صحائف پر تحقیق اور ان کے ''مصنفین'' کا سراغ لگانا ہے تا کہ ان کے استناد اور جعل کو ثابت کیا جا سکے۔ ان تمام کاوشوں کا نتیجہ زیادہ تر بائبل کو رد کرنے ہی کو نکلتا ہے۔

بائبل پر کی گئی تحقیقات کے دو پہلو ہیں۔ پہلا متنی تنقید اور دوسرا اعلیٰ متنی تنقید ہے۔ پہلی کاوش متن کے اصل الفاظ کی دریافت ہے جبکہ ہمارے پاس اس کے اصل الفاظ موجود نہیں۔ دوسری متن کی اصلیت سے متعلق ہے کہ وہ متن حقیقت میں کب وجود میں آیا یا لکھا گیا اور کس نے لکھا؟ اردو تحقیق کے اس پہلو کہ متن کی تدوین کے بعد متن پر تحقیق انجام دی جائے، پہلے کی نسبت یہ دوسرا پہلو زیادہ کارآمد اور مفید ہے۔ چنانچہ اعلیٰ متنی تنقید کو اردو تحقیق کا ایک باب بنایا جا سکتا ہے جبکہ متنی تنقید کو صرف لفظی جائزے یا تدوین متن کے طور پر لیا جا سکتا ہے۔

اعلیٰ متنی تنقید کے ماہرین کا خیال ہے کہ **بائبل** محض زبانی روایات کی ایک تحریری صورت ہے اور کسی روح القدس نے انھیں لوگوں پر القا نہیں کیا اور **عہد نامہ قدیم** بابل میں یہودیوں کی قید (۵۸۶ قبل مسیح) سے پہلے ورطۂ تحریر میں نہیں آیا۔ اگر حضرت موسیٰ کے دیے گئے قوانین اور پہلے پانچ صحائف حضرت موسیٰ کے زمانے میں تحریر نہیں ہوئے تھے تو یہ کب تحریر ہوئے تھے۔ اسی طرح اناجیل اگر حضرت عیسیٰ کے زمانے میں نہیں لکھی گئی تھیں اور عرصہ بعد محض زبانی روایات کے مرتبین نے انھیں وجود بخشا تو کیا یہ انھی مصنفین نے تحریر کی تھیں، جن کے نام "یوحنا"، "متی" وغیرہ دیے گئے ہیں یا کسی اور نے ان کی روایات کو قلم بند کیا تھا؟ یہ تمام محققین انھیں الہامی کتب ماننے سے بنیادی طور پر انکاری ہوتے ہیں۔ [2]

لغات اور انسائیکلوپیڈیا میں اعلیٰ متنی تنقید کی تعریف کچھ اس طرح سے کی گئی ہے۔

> "بائبل پر تنقید کی ایک قسم جو متنی تنقید سے مختلف ہے۔ اس کا مقصود اعترافی یا عقائدانی الہیات سے قطع نظر بائبل کے متن کی تشریح کرنا ہے۔ یہ بائبل کے متن پر وہی اصول لاگو کرتی ہے جو سائنسی اور تاریخی طریق سے اخذ ہوتے ہیں۔ یہ زیادہ تر داخلی شہادت پر مبنی ہے اور لسانیاتی کوائف اور آثاریات سے حاصل شدہ شواہد بھی استعمال میں آتے ہیں۔ بنیادی سوالات یہ ہیں کہ اسناد کی دریافت، قرائن کی ترتیب و تنظیم کو متن کے مختلف ماخذوں سے جانچا جائے اور مصنفین کے تشخص اور نیتوں کو بھی ملحوظ رکھا جائے۔ اس کا آغاز جرمن سکالر جوہاں سلوموسیملر (۹۱-۱۷۲۵ء) سے ہوا تھا"۔ [3]

اعلیٰ متنی تنقید کا ایک بنیادی اصول ایک سکالر چارلس اے برگس (Briggs)(۱۸۴۱-) سے سامنے آتا ہے۔ لیکن ۱۸۸۶ء میں یہ ایک سکالر گراف ولہوزن (Graf Wellhausen) کا فرضیہ کہلایا۔ اس کے نزدیک تورات چار ماخذوں سے وجود میں آئی۔ جن میں ایک محرر لو (Redactor) **R** نے مرتب کیا۔

J: یہووائی (انسان نما خدا) ایک شخص تھا جو عبرانی کی ابتدائی صورت استعمال کرتا تھا، جو **P** استعمال نہیں کرتا تھا۔

F: ایلوہی (انسان نما خدا) ایک شخص تھا جو عبرانی کے بعض قواعد کے مطابق ایلوہیم کہلاتا تھا، بعد میں یہوبہ (Yahweh) تھا جس کی بنیادی دلچسپی بائبل اسرائیل اور شیلوہ کی پیشوائی تھا۔ اس کا اسلوب بھی **P** سے قدیم تر لیکن ذرا بہتر تھا۔

P: پیشواؤں کا ماخذ ایک دور اور بے رحم خدا جسے کبھی ایلوہیم اور کبھی ایل شدائی کہا گیا۔ یہ جزوی طور پر **J** اور **E** کی نقل تھا، لیکن تفاصیل کو اپنی ضرورت کے مطابق اولتا بدلتا تھا۔ اس کی دلچسپی کا محور ہارونی پیشوائی اور شاہی زیادہ تھے۔ یہ نچلے درجے کا ادبی اسلوب استعمال کرتا تھا اور اسے فہرستوں اور تاریخوں سے دلچسپی تھی۔

D: یہ ذوامی (Deuteronomy) میں دلچسپی رکھتا تھا۔ اس نے یشوع، قضاۃ ۱، ۲، سموئیل ۱، ۲ اور سلاطین ۱، ۲ تحریر کیں۔ اسے شیلوہ کی پیشوائی اور بادشاہ یسعیاہ سے دلچسپی تھی۔ وہ **P** کی طرح کی عبرانی زبان استعمال کرتا تھا لیکن دوسرے ادبی اسلوب میں۔

اب انھیں خدا مان لیں یا اشخاص، عہد مان لیں یا افراد JEDP بہر حال ایک گروہ ہے جس نے مل کر بائبل تحریر کی۔ [4]

اعلیٰ متنی تنقید کا استعمال قرآن مجید پر بھی ہونے لگا ہے اور اس کے مختلف نسخوں اور ورژنوں کو دیکھا جانے لگا ہے۔ [5] اور یہ اصول ادبی تحقیق میں بھی استعمال ہوتے ہیں، جن میں نظریۂ معلومات یا اطلاعیات بھی زیر استعمال ہے

Documentary Hypothesis

The Graf-Wellhausen Hypothesis, after the names of the 19th-century scholars who put it in its classic form.

Briefly stated, the Documentary Hypothesis sees the Torah as having been

composed by a series of editors out of four major strands of literary traditions. These traditions are known as J, E, D, and P. We can diagram their relationships as follows.

found.

J (the Jahwist or Jerusalem source) uses the Tetragrammaton as God's name.

E (the Elohist or Ephraimitic source) uses Elohim ("God") for the divine name until Exodus 3-6, where the Tetragrammaton is revealed to Moses and to Israel.

J and E were joined fairly early, apparently after the fall of the Northern Kingdom in 722 BCE.

D (the Deuteronomist) wrote almost all of Deuteronomy (and probably also Joshua, Judges, Samuel, and Kings).

P (the Priestly source) provided the first chapter of Genesis;

Here are some differences between the four strands of tradition.

اعلیٰ متنی تنقید ایک تحقیقی ڈیزائن وضع کرتی ہے جو کسی نہ کسی ضرورت پر مبنی ہوتی ہے۔ پھر ایک موزوں طریق تحقیق کو استعمال کرتی ہے تاکہ تحقیقی ڈیزائن کے لیے مطلوبہ معلومات فراہم ہوسکیں۔ نتائج کا تحقیقی ڈیزائن کے مطابق تجزیہ کیا جاتا ہے اور پھر اس کے نتائج شائع کیے جاتے ہیں۔ یہ تمام مراحل کسی معیار کے مطابق وضع کیے جاتے ہیں۔ معیارات کی تخلیق کے رہنما اصول تاریخی دستاویز کاری سے اخذ کیے جاسکتے ہیں جس میں مقاصد سے لے کر سفارشات درج کرنے تک کے نکات بیان ہوتے ہیں۔ [7]

اعلیٰ متنی تنقید کسی کتاب (بائبل) کے مختلف نسخوں، ترجموں اور ادوار میں پیش کیے گئے متنوں میں غیر ارادی تبدیلیوں کو بھی ملحوظ رکھتی ہے اور اسے ایک بہت بڑا تحقیقی اصول مانتی ہے۔ اس کے علاوہ ہجوں اور قواعد کے لحاظ سے تبدیلیوں پر بھی نظر رکھتی ہے۔[8] ہیری اور لنسکی نے اس کے نکات واضح کیے ہیں۔[9]

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اعلیٰ متنی تنقید کا واقعی کوئی تعلق سکالرشپ یا علمیت سے ہے یا یہ محض ایک تکنیک ہے۔ ڈاکٹر رابرٹ ڈک ولسن اس کے بارے میں کہتا ہے کہ اگر بائبل شکوک وشبہات کا شکار ہوئی ہے تو ایمان رکھنے والوں کو بھی اسی تکنیک اور اصول تحقیق کو اپنانا ہوگا۔ انھیں بھی تاریخ، قرائن، شواہد ہی کی روشنی میں اس کا جواب تلاش کرنا ہوگا۔ فارسی الفاظ بائبل سے غائب کیوں ہیں؟ یونانی الفاظ کیوں شامل ہیں؟ دانیال نے فارسی الفاظ کیوں استعمال کیے؟ عبرانی میں آرامی کیوں؟ عبرانی کے ادبی اسالیب کیا تھے؟ وغیرہ۔ [10]

متنی تنقید کے دو اصول (۱) خارجی شواہد (۲) داخلی شواہد اور مخطوطوں کا استخراج ہیں۔ اعلیٰ متنی تنقید میں دستاویزی فرضیہ کام کرتا ہے جس کا ذکر ہم تورات کے حوالے سے کرآئے ہیں۔

(الف) مثلاً: غیر ارادی

۱۔ تجنیس حرفی اور تجنیس شکل حرفی کا التباس (Similar letters)

۲۔ تجنیس صوتی اور تجنیس صوتی حروفی کا التباس (Sound alike)

۳۔ یکساں خاتمہ پر حذف حروف (Homoeoteleuton)

۴۔ یکساں آغاز پر حذف حروف (Homoeoarchton)

۵۔ دو حروف یا الفاظ کو ایک سا تحریر کرنا (Haplography)

۶۔ لفظ یا حرف مکرر درج کرنا (Dittography)

۷۔ لفظوں میں غلط فاصل ہونا

۸۔ غلط حروف علت درج کرنا (Incorrect vocalization)

۹۔ الفاظ یا حروف الٹ پلٹ لکھنا (Meta thesis)

۱۰۔ غلط مترادفات لکھنا (Substitution of synonyms)

۱۱۔ کسی پیرا کے الفاظ ذرا سے بدل کر آگے لکھنا

۱۲۔ متن میں حواشی یا تشریح شامل کرلینا

(ب) مثلاً: ارادی

۱۔ ہجوں یا قواعد میں تبدیلی

۲۔ ہم آہنگی یا ملتے جلتے الفاظ اضافہ کرنا (Harmonization)

۳۔ دو مختلف قرأتیں شامل کرنا (Conflation of variants)

۴۔ نام اور کنیت شامل کر لینا

۵۔ فاعل اور مفعول کی تشریح کرنا

۶۔ کسی اور پیرائے سے معلومات کا اضافہ کرنا

۷۔ مشکل مقامات حذف کر دینا

۸۔ غریب اور نادر الفاظ نکال کر بدل دینا

ان امور کی تشریحات بھی موجود ہیں جن کے لیے اردو میں مثالیں اور متون تلاش کرنا درکار ہے۔ انگریزی میں کلین (Klein) سے بائبل کی چند مثالیں ملاحظہ ہوں۔

Unintentional Changes

1. Confusion of similar letters. At times a textual difficulty arose because a scribe confused a letter in the reading.[2] Note the difference in I Samuel 14:47:

MT: "He pronounced (them) wicked" (y r sh y ')

LXX: "He was victorious" (y w sh ' -- reading a w for an r)

2. Confusion of words that sound alike. The scribe may have not heard the pronunciation of the word distinctly and mistook it for another word. I Samuel 28:2 shows such a change:

MT: "you" ('attah)

LXX: "now" (apparently reading 'attah)

3. Omission because of similar endings (homoeoteleuton. The eye of the scribe may have skipped from one ending or a word or a sentence to a similar one later on, leaving out the intervening material. Observe how this happened in the MT of I Samuel 13:15:

MT: "And Samuel arose and set out from Gilgal to Gibeah of Benjamin"

LXX: "And Samuel arose and set out from Gilgal-- and went on his way; but the rest of the people went up after Saul to meet the soldiers. Then they came from Gilgal--to Gibeah of Benjamin."

4. Omission because of a similar beginning (homoeoarchton). This is the same kind of error as the last, although less frequent. The scribe's eye may

skipped from one beginning to the next, leaving out the intervening material.

5. Haplography or single writing. This refers to the single writing of two letters or words which appear together, but also to the accidental omission of letters or words. I Samuel 17:46 has such a case:

LXX: "I will leave your corpses and the corpses of the Philistine army" (the words apparently coming from consonants p g r k)

MT For the words in italics the MT only has one p g r.

6. Dittography or double-writing. At times the scribe would copy over again some of the words that he had just finished. A good example comes from the text of II Samuel 6:3-4:

"And they made the ark of God ride on a new cart, and they took it away from the house of Abinadab which is on the hill. Uzzah and Ahio, sons of Abinadab, guided the--new cart, and they took it away from the house of Abinadab which is on the hill."

That this is a dittography is supported by 4QSama and the LXX.

7. Incorrect word division. The difficulty is more common in Greek manuscripts than in Hebrew because of the spacing. The following example, however, is one which depends on reading the letter h as a suffix or as an article.

MT: "And he built the city" (I Chron. 11:8 [w y b n h ' y r])

LXX: "And he built it a city" (II Sam. 5:9 [w y b n h ' y r])

8. Incorrect vocalization. The vowel points record the traditional pronunciation, but at times this was missed, either by the Greek translators who were working from a manuscript without vowel points at all, or by the Masoretes themselves who may have mispointed it. Psalm 130:4 has this problem:

MT: "there is forgiveness that you might be feared" (tiwware')

LXX: "law" (the translator saw the consonants and assumed it was the common

noun t w r ' [tora], rather than a very rare, irregular verb he probably did not know).

9. Transposition of words or letters (metathesis). The scribes at times got the letters reversed, changing the sense, as in I Samuel 17:39):

MT: "and he endeavored unsuccessfully" (w y ' l)--an awkward reading!
LXX: "and he exerted himself" (apparently reading w y l ')

10. Substitution of synonyms. The scribe's memory may have accidently slipped as he put in a similar, perhaps more familiar word for the precise one. I Samuel 10:25 has:

MT: "each man to his home"
LXX: "each man to his place" (also in 4QSama)

11. Assimilation of the wording in one passage to the slightly different wording in the context or in a parallel passage. I Samuel 12:15 has:

MT: "the hand of Yahweh will be against you and your fathers."

The reading "fathers" is difficult. LXXL has "your king." S. R. Driver suggests that the frequent use of "fathers" in verses 6-8 may have led to the change accidently. In this kind of problem the exegete should be alert to frequent patterns and stylistic devices in the context.

12. Mistaken inclusion of marginal comments into the text. S. Talmon (in Textus 4 [1964]:118) has illustrated this with Isaiah 24:4:

MT: "the heights with the land (mourn)"
1QIsa "the heights of the land (mourn)"
Talmon shows that above the line in the Qumran scroll a scribe wrote the word

'm (if pointed 'am, then "people"). He thinks this was part of an alternate form of the line: "the people of the land (mourn)." At a subsequent copying of this manuscript, the interlinear word was inserted into the text where it was thought to be the preposition 'm (pointed 'im), "with," giving rise to the strange reading in the MT.

Intentional Changes

There were scribes who occasionally felt compelled to correct what appeared to them to be corruptions in the text. The most reliable scribes tried to preserve the text even if they thought there were archaic or incorrect forms--but some were not so reserved in their work.

1. Changes in spelling or grammar.Scribes who felt free to change the text tended to smooth out readings, making verbs agree grammatically with their subjects, for example. Several minor additions might also be added to make a better, clearer reading. Modern translations often do this as well, occasionally putting the additions in italics, but not always.

2. Harmonizations. Scribes may add things to the text to harmonize the line with other indications in the context. I Samuel 20:5 may be a good example; the context of verses 34-35 tells that David hid for three days.

MT: "Let me hide in the open country until the third evening."

LXX: "Let me hide in the country until evening."

3. Conflation of variant readings. A scribe may include both variants without realizing only one was the original. In the following verse, Ezekiel 1:20, the italicized words are missing in some Hebrew manuscripts, LXX, and Syriac.

MT: "Wherever the spirit wanted to go, they went, wherever the spirit wanted to go, and the wheels rose along with them."

4. Filling out names and epithets. There are many rather involved textual problems with names in the Old Testament. Scribes tended to give the fuller

spellings of names, which in turn often led to conflated readings as well.

The following sample from II Samuel 3:3a is a thorny one:

MT: "Chileab of Abigail (k l ' b l ' b y g l) the widow of Nabal the Carmelite"

LXX: "Dalouia the son of Abigaia the Carmelitess"

The other bits of evidence for this problem are as follows: I Chronicles 3:1 has the name as D n y ' l ("Daniel"); the Latin Vulgate has "Cheloab"; the Syriac Peshitta has "Chelab"; Josephus has "Danielos"; and the DSS 4Q has d l w y h as does the LXX.

Either the boy had two names, or there has been a confusion by dittography. One may posit an original name "Daniel" (laynd) as represented in I Chronicles 3:1. Then, by dittography d /l ' b crept into the text and n y ' l dropped out or was replaced by the repeated writing. This would explain the name "Dalouia" in the LXX and Qumran. Then, the d in d l ' b changed to k perhaps when the letters were written similarly in the Hasmonean period. This gave rise to the MT reading of Chileab.

5. Supplying subjects and objects. When the original text failed to mention explicitly the subject or the object, scribes tended to clarify them for the reader. Wellhausen formed the rule that "if LXX and MT differ in respect of a subject, it is probable that the original text had neither" (see Driver, Notes on the Hebrew Text, p. lxii).

6. Expansion from parallel passages. There were times when the scribe was familiar with passages elsewhere and that caused him to add to his text from the familiar parallel section.

7. Removal of difficult expressions. This section pertains to matters of history, geography, or theology that seemed to the scribe incorrect or offensive. One example is Job 1:5, 11 and 2:5, 9, where the expression "curse God" was the original. The expression was offensive, and so was changed for the euphemism

"bless God"--although the scribes knew it was "curse God."

8. Replacement of rare words with more common ones. Scribes might have a tendency to use a more familiar term in the copy. Isaiah 39:1 seems to show such a case:

MT: "[Hezekiah] became well" (w y kh z q)

1QIsa "[Hezekiah] became well" (w y kh y h)

اردو میں اعلیٰ متنی تنقید کے موضوع پر یہ پہلی تحریر ایک بنیادی مقصد کے تحت پیش کی جا رہی ہے۔ اردو کے تحقیق کاروں، نقادوں اور مورخوں کا فرض اولین ہے کہ وہ متنی تنقید کے دیگر اصولوں کے ساتھ ساتھ ان ارادی اور غیر ارادی نکات اور تحقیقی ڈیزائن اور سائنسی طریق کار کے مطابق اردو میں متون کی تدوین کے لیے ایسی مثالیں تلاش اور مدون کریں تا کہ اردو میں بھی تحقیق کا موضوع اور ڈسپلن کسی سائنسی بنیاد پر استوار کرنے میں مدد دی جا سکے۔ اس تحریر سے یہی ہمارا بنیادی مقصود ہے۔

حوالہ جات

۱۔ دیکھیں: **متنی تنقید** از ڈاکٹر خلیق انجم اور **تحقیق کا فن** از ڈاکٹر گیان چند

۲۔ دیکھیں: ویب سائٹ gotquestions.org/redaction

۳۔ دیکھیں:

* Columbia The Free Dictionary.com
* The Columbia Electronic Encyclopedia, C.U.P., 2005
* E. Krentz, The Historical---Critical Method, 1975
* G. Reventlow, The Authority of the Bible and the Rise of Modern World, 1985

۴۔ دیکھیں: ویب سائٹ Dakotacom. net

۵۔ دیکھیں: ویب سائٹ heartoften.net

۶۔ دیکھیں: ویب سائٹ Sciencedaily.com

7. Klein, R.W., **Textual Criticism of the Old Testament,** Philadelphia: Fortres Press, 1974, pp.76-82
8. Klein, P.82
9. Orlinsky, Harry M., "The Textual Criticism of the Old Testament," in the **Bible and the Ancient Near East**, ed.by G. Ernst Wright, Garden city: Doubleday, 1965, PP: 140-169